

ترجمہ
عطاء الرحمن ثاقب

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی صاحب
اسلامی یونیورسٹی ریاض

سود

(۲)

علمائے کرام نے ”ربا“ یعنی سود کی تعریف مختلف نقطہ نظر سے کی ہے بعض علماء ربا کو صرف قرضوں کے سود تک محدود کرتے ہیں، بعض صرف تجارتی لین دین میں سود کو ربا سے تعبیر کرتے ہیں جب کہ دوسرے علماء اس میں دونوں قسموں کو شامل کرتے ہیں۔

قرضوں کا سود | وہ علماء جنہوں نے سود سے صرف قرضوں کا سود مراد لیا ہے ان میں امام ابن اثیر سرفہرست ہیں۔ فرماتے ہیں ”هو في الشئع“

الزيادة على اصل المال من غير عقد مباح“
یعنی سود شریعی اصطلاح میں اس مال کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی تجارتی معاملے کے اس المال سے زائد لیا جائے۔

امام واحدی کہتے ہیں ”الربا اسم للزيادة على اصل المال من غير بيع“ ربا اصل مال سے زائد اس اضافی رقم کو کہا جاتا ہے جو بغیر بیع و شراء کے وصول کی جائے۔ ان دونوں تعریفوں سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں اماموں نے تجارتی لین دین میں بیع جانے والے سود کو ربا کی تعریف سے خارج سمجھا ہے۔ اسی لیے انھوں نے ”من غير عقد مباح“ اور ”من غير بيع“ کی قید لگائی ہے ہو سکتا ہے انھوں نے سود کی تعریف کو قرضوں کے

لے النہایہ ۱/۱۹۲ ایضاً لسان العرب ۱/۱۱۶

سود پر صرف اس لیے محدود کیا ہو کہ سود کی یہ قسم ”ربا جلی“ ہے جس پر پوری امت کا اجماع ہے۔

تجارتی یعنی بیع و شراء کا سود | سود کی تعریف کو صرف بیع و شراء میں منحصر کرنے والوں میں سرفہرست شمس الدین ہنسی

ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی مشہور فقہ کی کتاب ”المبسوط“ میں لکھتے ہیں:
 ”بیع و شراء کرتے وقت وہ مخصوص معاوضہ لیں جو شرعی معیار کے مطابق نہ ہو سود کہلاتا ہے“
 علامہ عینی لکھتے ہیں:

”و سود شرعی اصطلاح میں اس زائد مال کو کہا جاتا ہے جو مال کے بدلے مال میں اخذ کیا جائے“

ان دونوں تعریفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سود کی تعریفات کو فقط بیع و شراء میں ہی محدود کر دیا گیا ہے، شاید اس کا سبب یہ ہو کہ علماء و فقہاء کا یہ طبقہ فقط بیع و شراء کے سود کا ازالہ کرنا چاہتا ہے۔

سود کی جامع تعریف | جو علماء و فقہاء دونوں قسموں کو سود کی تعریف میں شامل کرتے ہیں ان میں امام ابن العربی اور امام ابن قدامہ بھی ہیں۔

ابن العربی لکھتے ہیں:
 ”الربا فی اللغة: الزیادة والمراد به فی الآیة زیادة لہ
 یقابلها عوض“

یعنی ربا کا لغوی معنی سے اضافہ ہونا اور قرآنی آیات میں ربا کا بھی یہی مفہوم ہے یعنی ہر وہ زائد مال جو بغیر کسی عوض کے اخذ کیا جائے (خواہ وہ بیع و شراء میں ہو یا قرضوں میں)

۱۔ مفتی المحتاج ۲/۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۲۔ عمدة القاری ۱۲/۱۹۹ دار الفکر بیروت۔

۳۔ احکام القرآن - القسم الاول: ۲۴۲ دار المعرفہ - بیروت۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں:

”سود مخصوص اشیائیں زائد رقم لینے کو کہا جاتا ہے“

ان دونوں تعریفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سود کی تعریف میں دونوں قسمیں شامل ہیں کیونکہ زیادتی اور اضافے کا وجود دونوں میں ہے۔ تاہم ابن العربی کی تعریف جامع تو ضرور ہے مگر مانع نہیں کیونکہ اس میں ایسے زائد اموال بھی شامل ہو جاتے ہیں جن کا شمار سود میں نہیں ہوتا۔

سود کی اقسام | سود کی دو بنیادی قسمیں ہیں:

(۱) قرضوں کا سود (۲) بیع و شراء کا سود۔

امام فخر رازی کہتے ہیں:

”ربا کی دو قسمیں ہیں: ربا النسیئہ (قرضوں کا سود) ربا الفضل (بیع و شراء میں اضافی مال کا سود)

ربا النسیئہ اس مشروط زیادتی کو کہتے ہیں جو فرض خواہ مفروض سے تاخیر کے بدلے میں اخذ کرتے تھے

علمائے امت ”ربا النسیئہ“ یعنی قرضوں کے سود کو دور جاہلیت کا سود کہتے ہیں اس لیے کہ دور جاہلیت میں سود کی یہی قسم رائج تھی۔
ابو بکر جصاص کہتے ہیں:

وہ سود جو عرب میں رائج اور معروف تھا درہم و دنانیر کا سود تھا۔ قرض لینے والا کچھ رقم معینہ مدت کے لیے قرض دیتا اور سود کی شرح مقرر کر لیتا“
مزید لکھتے ہیں:

”زمانہ جاہلیت میں سود کی صرف یہی قسم معروف تھی، وہ سود کی اسی قسم سے اپنے معاملات طے کیا کرتے تھے۔“

۱۔ المغنی: ۳/۲۔ امام راغب اصفہانی نے بھی یہی تعریف کی ہے: المفردات ۱/۱۸۷۔

۲۔ التفسیر البکیری: ۳۵۱/۲ ۳۔ فقہ السنہ: ۳/۱۳۵۔

۴۔ احکام القرآن: ۱/۲۶۵۔ دار الفکر بیروت۔ ۵۔ ایضاً۔

امام رازی لکھتے ہیں:

دور جاہلیت میں قرضوں کا سود ہی رائج تھا، وہ کسی کو کچھ رقم قرضے پر دیتے اور ہر مہینے طے شدہ شرح کے مطابق سود وصول کرتے اور اس المال میں کمی نہ کرتے۔ جب مہینہ مدت اور شرح سود ختم ہو جاتی تو وہ مقروض سے اس المال کا مطالبہ کرتے، بعض علماء سود کی اس قسم کو ربا جلی، قرار دیتے ہیں اور زیع و شرا کے سود کو ربا خفی سے تعبیر کرتے ہیں۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں:

”ربا کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ جلی ۲۔ خفی۔ ربا جلی قرضوں کے سود کو کہا جاتا ہے، کچھ علماء سود کی اس قسم کو ”ربا حقیقی“ کا نام دیتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں: ”سود کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ حقیقی ۲۔ محمول علیہ۔ ربا حقیقی قرضوں میں ہوتا ہے۔ نزول قرآن کے وقت لوگوں میں سود کی یہ قسم عام رائج تھی اور اس کی وجہ سے معاملہ جنگ و جدال تک پہنچ چکا تھا، چنانچہ ضروری تھا کہ اس کا مکمل سد باب کیا جائے یہی وجہ ہے قرآن مجید میں اس کے متعلق سخت وعید آتی ہے“

قرضوں کا سود صرف دور جاہلیت میں ہی منتشر نہ تھا بلکہ آج بھی سود کی یہ قسم عام رائج ہے، بینکنگ کا نظام سود کی اسی قسم کے تحت چلتا ہے اور اقتصادی مشکلات کا باعث بنا ہوا ہے۔

ابو زہرہ لکھتے ہیں:

”سود کی اس قسم کی حرمت تمام انواع سے زیادہ ہے۔ قرآن مجید میں سودی لین دین کے متعلق جتنی وعیدیں آئی ہیں سب قرضوں کے سود سے تعلق رکھتی ہیں وہ تمام کمپنیاں اور پارٹیاں جو سودی کاروبار کرتی ہیں ان کا سارا سودی نظام ربا الفاسیہ پر مبنی ہے“

۱۔ تفسیر کبیر: ۲/۳۵۱۔

۲۔ اعلام الموقعین ۱۳۵/۲

۳۔ حجة اللہ بالانفہ ۱۰۶/۲۔ المكتبة السلفية لاہور

۴۔ بحث فی الربا: ۳۳

ہم اللہ کے فضل و کرم سے سود کی اسی قسم سے بچاؤ کی تدابیر بیان کریں گے۔ بعض علماء سود کی اس قسم کو ”ربا القرآن کی اصطلاح دیتے ہیں کیونکہ اس کی حرمت قرآن کریم سے ثابت ہے۔

ربا الفضل یعنی بیع و شراء کے سود کی تعریف کرتے ہوئے امام سرشی لکھتے ہیں: ”و ربا الفضل وہ اضافی مال ہے جو بیع و شراء میں بغیر کسی مشروط و عوض کے اخذ کیا جائے“

سید سابق کہتے ہیں:

”هو بيع النقود بالنقود أو الطعام بالطعام مع الزيادة“
ربا الفضل اس زائد رقم کو کہا جاتا ہے جو نقدی کے بدلے نقدی بیع کر کے اخذ کیا جائے اسی طرح اس زائد غلے کو کہا جاتا ہے جو غلے کے بدلے غلہ فروخت کر لے لیا جائے“
سود کی اس قسم کو ”ربا السنہ“ کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی حرمت حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔

امام مسلم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک کی فروخت ممنوع ہے اللہ یہ کہ برابر پیرا ہوں اور جنس بھی ایک ہو جس نے زیادہ دیا یا لیا اس نے سودی لین دین کیا،

۱۔ بحوث فی الربا: ۳۳ و ۳۵ و ۳۷ -

۲۔ المبسوط: ۱۰۹/۱۲ -

۳۔ فقہ السنہ: ۳ / ۱۳۶ -

۴۔ صحیح مسلم -